سوال نمبر 2 (الف)۔۱ اس عبارت میں مصنف نے **سیدانی بی** کے ہنر اور کمالات کا ذکر کر کے ایک اہم موضوع کی طرف توجہ دلائی ہے کہ سیدانی بی جب تک جوان تھیں تو ان کے ہنر کا چرچہ ہر طرف تھا۔ بڑے بڑے لوگ ان کو سلائی کے لیے بلاتے تھے۔ سب ان کے کام اور ہنرمندی کی واہ واہ کرتے تھے مگر جب بڑھاپا آیا تو وہ اس طرح کام نہ کر سکیں۔ جس کی وجہ سے نہ کوئی انھیں یاد کرتا۔ "**دنیا اور مطلب**" کا اشارہ دیتے ہوئے بتایا کہ جب تک انسان کو کسی سے کام ہوتا ہے تب تک وہ اس کی خاطرداری اور عزت کرتا ہے اور جب نہیں ہوتا تو برے وقت میں خدا کے سوا کوئی ساتھی نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 2 (الف)۔۲ سیدانی بی بہت **وضعدار اور ہنرمند** تھیں۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ ہونے دیتی بلکہ ان کو بروئے کار لا کر لوگوں کے کام آتی۔ اپنے ہنر اور اپنی قابلیتوں سے وہ دوسروں کی رضا کے مطابق کام کرتی۔ اور لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچاتی۔ وہ کبھی اپنے کام یا صلاحیت پر غرور نہ کرتی اور اپنے کام میں اتنی ماہر تھیں کہ ہر کوئی ان کے کام کی تعریف کرتا اور بڑے بڑے لوگ انھیں سلائی کے لیے بلاتے۔ وہ سمجھدار تھیں اور عقل و شعور رکھتی اور یہ بات جان گئی کہ دنیا کو صرف اپنے کام سے مطلب ہوتا اور برے وقت میں خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں۔

سوال نمبر 2 (الف)۔۳ سیدانی بی اپنے کام میں اتنا ہنر رکھتی تھیں کہ ہر کوئی ان کے کام سے **بہت متاثر** تھا۔ وہ سلائی میں ماہر تھیں جس کی وجہ سے ان کی شہرت ہر جگہ تھی۔ ان کے سامنے اچھی سے اچھی مغلانیاں جھڑتی تھیں اور جہاں کہیں بھی بیاہ جوڑا سلانا ہوتا تو انھی کو بلایا جاتا۔ ہر کوئی ان کے **ہنر کی تعریف** کرتا اور بڑی بڑی بیگمات بھی ان ہی کو کام کے لیے بلاتی۔ سیدانی بی ہر وقت مصروف رہتی۔ کبھی سرکار نے ان کو بلایا ہوتا اور کبھی نواب سلطان نے۔

Cutting Line

سوال نمبر2(الف)۔۴ سیدانی بی کے مشہور ہنر اور قابلیت کی وجہ سے انھیں ہر جگہ سے سلائی کی دعوت آیا کرتی تھی ۔ کبھی **محل** میں جب نیا جوڑا سلنا ہوتا تو انھیں بلایا جاتا ۔ کبھی **بڑی سرکار** کی طرف سے بلاوا اور کبھی **نواب سلطان** کی طرف سے ڈولی آتی جو ان کی سلائی کی دعوت دیتی ۔ اس لیے وہ ہر وقت کسی نہ کسی کی مہمان رہتی ۔ یہاں تک کہ بیگمات بھی ان کی سلائی سے متاثر تھیں

سوال نمبر2(الف)۔۵ "برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں" سے مراد کہ **برے یا مشکل** وقت میں کوئی انسان کا مددگار اور غمگسار نہیں ہوتا ۔ سب دنیا کو اپنا مطلب ہوتا اور جب تک کسی دوسرے سے کام کا مطلب ہوتا تب تک وہ اس کو خاطر میں لاتے ۔ پھر اسے بھول جاتے ۔ انسان صرف خوشی اور اچھے مواقع پر دوسروں کے ساتھ ہوتا ہے مگر جب مصیبت یا دکھ کا موقع آئے تو نہ تو اسکا کوئی ساتھی ہوتا اور نہ ہی سہارا۔

سوال نمبر2(الف)۔۶ جب سیدانی بی بڑھاپے کو پہنچی تو انھیں بہت سے مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ اول تو یہ کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا صحیح طریقے سے استعمال نہ کر سکتی کیوں کہ ان کے **ہاتھ پاؤں** جواب دے گئے ۔ یعنی وہ بڑھاپے کے اثرات کا شکار ہو گئی ۔ ان کی **نظر** بھی بالکل متاثر ہو گئی اور آنکھیں دھندلا گئی ۔ اس وجہ سے کوئی اب ان کو کام کے لیے بھی نہ بلاتا کیونکہ دنیا صرف تب تک انھیں خاطر میں رکھتی جب تک انھیں مطلب ہوتا ۔ ان کے پاس برے وقت کا کوئی ساتھی نہ تھا ۔ اور نہ ہی کوئی **سہارا** دینے والا تھا ۔

سوال نمبر2(الف)۔۷ سیدانی بی کو سب ان کے **ہنر اور قابلیت** کی وجہ سے آنکھوں پر بٹھاتے اور اس لیے بھی کہ انھیں سیدانی بی سے سلائی کا کام کرانا ہوتا تھا۔ ان کی صلاحیتوں کی وجہ سے وہ مشہور تھیں اور ہر کوئی ان سے کام کروانا چاہتے۔ اس لیے سیدانی بی کی طرح طرح سے خاطر تواضع کرتے اور ان کو اپنے پاس کام کی دعوت پر بلاتے۔

سوال نمبر2(الف)۔۸ سیدانی بی جب بوڑھی ہو گئیں تو انھیں کوئی خاطر میں نہ لاتا۔ ان کے پاس کوئی ساتھی یا سہارا نہ تھا۔ ان مشکلات میں انھیں ان کے **پڑوس** میں ایک **میر صاحب** (کی بیوی) نے سہارا دیا۔ ان کی پریشانیوں کو دیکھ کر میر صاحب کی بیوی کو بہت ترس آیا تو انھوں نے سیدانی بی کو اپنے پاس رکھ لیا اور انھیں جگہ دی۔

سوال نمبر2(الف)۔۹

محاورات:

۱) کان پکڑنا

۲) آنکھوں پر بٹھانا

Cutting Line

سوال نمبر2(ب)۔۱ شاعر اس شعر میں اپنے آپ کو **خوش قسمت** اور **خوش نصیب** کہہ رہی کہ مجھے نہیں فرق پڑتا کہ زمانے کے لوگ میرے بارے میں کیا باتیں کرتے اور نہ یہ کہ ان کی نظروں میں میرا کیا مقام و مرتبہ ہے ۔ مجھے تو صرف بات پر فخر ہے کہ اگرچہ وقت اچھا تھا یا برا ، مگر میں خوش نصیب ہوں کہ میں یہ تھوڑا سا وقت اپنے **محبوب** کے ساتھ گزار سکی ۔ چاہے وقت برا بھی تھا اور اچھا بھی، مگر محبوب کے ساتھ چلنے والا ہر قدم میرے لیے راحت کا باعث ہے اور اس کے ساتھ گزارا ہوا وقت میری یادوں میں رچ بس گیا ۔

سوال نمبر2(ب)۔۲ شاعر نے **کسان** یعنی کاشتکار کو ایک **قوی** یعنی قوت والا اور طاقت ور قرار دیا ۔ کسان شب و روز کی محنت سے دولت پیدا اور بڑھاتا اور قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ۔ اسی لیے اس کو **ارتقا کا پیرا** یعنی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ کسان کی ہی وجہ سے کسی بھی قوم کی تہذیب پروان چڑھتی ہے ۔ اس لیے شاعر نے اسے **تہذیب کا پروردگار** بھی کہا ۔ کسان کی پر محنت و مشقت کی وجہ قوم معاشی طور پر ترقی کرتی ۔

سوال نمبر2(ب)۔۳ مل کر نہ ملنے سے شاعر کی یہ مراد کہ دنیا میں بعض اوقات انسان کو اسی سے محبت ہو جاتی ہے جس کا ملنا اس کے نصیب میں نہیں ہوتا ۔ یہ جانتے ہوئے بھی انسان ہر لمحہ اپنے محبوب کی طرف راغب ہوتا ہے ۔ شاعر کہتے ہیں کہ اگرچہ محبوب میرے پاس ہے ۔ مگر پھر بھی میں اس کا **قرب اور محبت** حاصل نہیں کر سکتا ۔ میری نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود وہ میرا نہیں ہے ۔

سوال نمبر 2 (ب)۔۴ شاعر نے فاطمہ کے **جذبہ جہاد** کا بیان کرتے ہوئے اس کو عقیدت پیش کی کہ فاطمہ تو نے اتنی کم عمر میں اللہ کی راہ میں جہاد کر کے شہادت حاصل کر لی۔ تو امت مرحوم یعنی مسلمان قوم کے لیے عزت ہے اور تیری تربت تیری بے گناہی اور معصومیت کی طرف اشارہ کرتی۔ تیری شہادت پوری امت کے لیے سبق ہے اور وہ اس سے مشعل راہ بنائیں گے۔

سوال نمبر 2 (ب)۔۵ انسان کو **اسلام کی فطرت** پر پیدا کر کے اس دنیا میں بھیجا اور اس کے دل میں رسول ﷺ کے نام پر قربان ہونے کا جذبہ رکھا۔ انسان کو **فطرت سلیم** یعنی نیک فطرت پر، تمام گناہوں سے پاک اس دنیا میں بھیجا۔ اب آگے انسان جس گھرانے میں پیدا ہوتا، تو اسی کا مذہب اور عقیدہ اختیار کرتا۔ انسان کے دل میں حب رسول کا جذبہ ڈالا اور اسے اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا۔

سوال نمبر 2 (ب)۔۶ اس شعر میں شاعر اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ انسان دنیا میں ہر اس کام کی طرف راغب اور متوجہ ہوتا جو اس کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ پھر بھی راستوں کی جستجو میں انسان ہمیشہ اسی کی طرف مائل ہوتا۔ شاعر اپنے محبوب کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگرچہ محبوب میرے پاس ہے اور میری نظروں کے سامنے ہے پھر بھی مجھے کبھی اس کا **قرب** یا **دیدہ** حاصل نہیں ہوا اور نہ جانتے ہوئے بھی کہ عشق کی راہ میں کتنے مصائب ہیں مگر پھر بھی میرا دل بار بار اسی کی طرف دوڑ تا ہے۔

Cutting Line

سوال نمبر2(ج)۔۱ **تشبیہ:**

لغوی معانی: تشبیہ کے لغوی معانی مشابہت کرنا ہیں۔

اصطلاحی معانی: اصطلاح میں کسی ایک چیز کو کسی دوسری چیز سے کسی مشترکہ صفت کی وجہ سے مانند یا اس جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔

مثال: پانی برف کی طرح ٹھنڈا ہے

مشبہ: پانی — **مشبہ بہ:** برف

وجہ شبہ: ٹھنڈا — **غرض تشبیہ:** ٹھنڈا پن ظاہر کرنا

حرف تشبیہ: کی طرح

سوال نمبر2(ج)۔۲ یہ ہر لوئی مستِ ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے۔

قافیہ: آسانی - مسلمانی (ہم آواز الفاظ)

ردیف: ہے (ہو بہو دہرائے جانے والے الفاظ)

سوال نمبر2(ج)۔۳ **ترکیب نحوی:**

شجاع نے کتاب پڑھی

شجاع - فاعل	جملہ فعلیہ کی ترکیب نحوی
نے - علامت فاعل	
کتاب - مفعول	
پڑھی - فعل تام	

سوال نمبر2(ج)۔۴ **مقطع :**

لغوی معنی : مقطع کے لغوی معنی ختم کرنے یا کاٹنے کی جگہ ہے۔

اصطلاحی معنی : غزل کے آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے مقطع کہلاتا ہے۔

خصوصیت : جس شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال نہ کرے اسے مقطع نہیں بلکہ غزل کا آخری شعر کہا جاتا ہے۔

مثال :

یہ میں نے مانا کے کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آجائے تو برا کیا ہے

میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

Cutting Line

سوال نمبر2(ج)۔۵

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1/3)

(ب)

اقتباس :

"اے بھائی مسلمانو! ....

.... میرا کوئی دوست نہیں۔"

سیاق وسباق :

یہ اقتباس **مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ** سے لیا گیا ہے۔ مصنف نے اس سبق کے ذریعے وقت کی قدر و قیمت اور اسکی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ وقت بہت قیمتی ہوتا ہے جو تیزی سے گزر جاتا ہے۔ اس کے صحیح استعمال سے ہی انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے جب کہ اس کو ضائع کر دینے سے انسان نہ دنیا میں مراد حاصل کرتا اور نہ آخرت میں۔ دوستی کے اگرچہ مثبت اور منفی دونوں اثرات ہوتے مگر اچھے دوستوں کی موجودگی میں انسان دنیا میں کامیابی حاصل کرتا ہے اور اس سے انسان اپنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے دن ورات کام کرتا ہے۔ مصنف اپنے ایک تجربے کا ذکر کرتے ہوئے ایک فقیر کی ملاقات کا ذکر کرتے ہیں جو چاندنی چوک پر صدا بلند کیے مدد کو ترس رہا تھا۔

تشریح :

اس اقتباس میں مصنف نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا کہ جب وہ چاندنی چوک سے گزر رہے تھے تو وہاں انھیں ایک فقیر نظر آیا جو پورے محلے میں اپنی آواز بلند کیے اپنی قسمت اور مصائب کو رو رہا تھا۔ مصنف اس فقیر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں ذرا تھوڑی دیر رک کر

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2/3) سنا جاتا ہے کہ آخر یہ فقیر کیسے کیا دیا - فقیر بیچارہ دنیا
کی مسائل اور مشکلات کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے صدا لگا رہا تھا۔
اس کے لیے میرے الفاظ کو مصنف نے یوں بیان کیا کہ فقیر اپنے آپ کو
بدنصیب اور خراب قسمت والا کہہ رہا تھا کیوں کہ اس کے پاس کوئی
مادی وسائل نہ تھے جن سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکتا اور وہ بہت
تکلیف اور مشکل میں تھا۔

ع رنج کیا کیا ہیں جن کے ساتھ
زندگی صرف ہے حیات نہیں

فقیر مزید اپنی حالات کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں سخت تنگی کا شکار
ہوں - میرے سات بچے ہیں جن کی دیکھ بھال کی ذمہ داری میرے سر پر
ہے یعنی اولاد کی تربیت، پرورش، کھانا پینا، تعلیم سب والدین کی
ذمہ داری ہوتی ہے - فقیر کہتا ہے کہ میرے پاس کھانے کا کوئی سامان نہیں اور
نہ ہی میرے پاس کوئی ایسا پیسہ جس میں اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکوں - اس
غربت نے مجھے دوسروں کا محتاج کر دیا ہے - اپنی قسمت کو بار بار برا کہہ کر
یہ فقیر اپنی زندگی میں پیش آنے والی دکھ اور غموں کو بیان کرتا گیا۔

ع قسمت میں اگر اتنے غم تھے
دل بھی اے خدا کئی اور دیے ہوتے

مصنف فقیر کے بے چارگی پر بیان کرتے ہیں کہ فقیر اپنی حاجت اور مصیبت
ترسی سے بیان کرتا پھرتا مگر کوئی اسکی بات سننے کو تیار نہ تھا - اس

سوال نمبر3 (صفحہ نمبر 3/3) اور پریشانیوں کا ذکر کرتا ہے۔ فقیر اگرچہ ہر کسی سے مدد مانگتا پھرتا مگر کوئی اس کی مدد کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس پر ارشاد ہوتا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ کروبیاں

فقیر مزید کہتا ہے میرا دل تو نہیں کہ میں کسی سے بھیک مانگوں کیوں کہ ایک انسان کی شان کے خلاف ہے مگر میں مجبور ہوں۔ میری یہی تمنا ہے کہ میں واپس اپنے ملک چلا جاؤں کہ شاید وہاں مجھے خوشحالی نصیب ہو مگر خدا مجھے واپس بھیجتا بھی نہیں۔ میری قسمت ہی خراب ہے۔ میرا کوئی سہارا یا مددگار دوست بھی نہیں جس سے میں مدد مانگوں یا رب میری مدد فرما۔

وقت اچھا بھی آئے گا ناصرؔ
غم نہ کر زندگی ادر بھی باقی ہے

مصنف دوستوں کے بارے میں کہتے کہ فقیر کے لیے بہتر ہے کہ اس کے کوئی دوست نہیں کیوں کہ

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فرازؔ
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1/4)

(الف)

تشریح:

اس شعر میں شاعر اللہ کی بڑائی اور صفات بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ اس دنیا کا خالق و مالک اللہ ہی ہے۔ اس کی ہی حکمرانی ہے زمین و آسمان پر۔ دنیا کا تمام منظر و مظہر اس کے ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ شاعر اس شعر میں اللہ سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کی شان اور عزت اتنی ہے کہ اللہ کو پہچاننے کے سلسلہ میں محرم اور نامحرم ایک جیسا ہے۔ محرم سے مراد جاننے والا اور نامحرم سے مراد نہ جاننے والا۔ اللہ کی عظمت کی پہچان میں ان دونوں کو ایک جیسا اس لیے کہا کہ نامحرم تو اللہ کی بزرگی کی پہچان سے تو ویسے بھی غافل ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے احسانات اور بڑائی کا منکر ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ محرم اگرچہ اس کی بڑائی کو جانتے مگر پھر اس کو دوسروں تک پہنچانے میں وہ اللہ کی عظمت کے سامنے کوئی طاقت نہیں رکھتے۔

اللہ کی بڑائی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

کامل ہے جو ازل سے وہ ہے کمال تیرا
باقی ہے جو ابد تک وہ ہے جلال تیرا

اللہ تعالیٰ وہ عظیم ہستی ہے جو اس کائنات کے ہر چیز سے واقف اور اس کا مالک ہے۔

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2/4)

۳ تو ہی قائم ہے تو ہی قدیم

شاعر مزید بیان کرتے کہ اللہ کے جو ترتیب بندے ہوتے ہیں وہ اللہ کی شان اور اس کی بڑائی کے سامنے سر جھکا کر اس کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے سامنے دنیاوی عیش و آرام کوئی معانی نہیں رکھتی۔ وہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنے مقصد حیات کو نہیں بھول جاتے۔ وہ نمائش نہیں کرتے اور نہ ہی دنیاوی مفاد کو اپنے دین پر ترجیح دیتے

۲ ان کی نظروں میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جن کی جلال تیرا

خلعت سلطانی سے مراد سلطان کا لباس ہے یعنی اگر وہ دنیا سے بے تعلق ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سامنے سلطان کا قیمتی لباس بھی کوئی معانی نہیں رکھتا۔ دنیا کی ہر قیمتی چیز سے بڑھ کر خدا کی محبت اور قرب ان کے لیے اہم ہوتی۔

۴ اب کہاں لوگ اس طبیعت کے!

مراد یہ کہ اب انسان اپنے اصل مقصد کو بھول کر خالق کی نافرمانیوں میں مبتلاء ہو گیا اور دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنا مقصد حیات بھول بیٹھا۔

Cutting Line

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 3/4)

؎ دل بھی کر جان مجھ سے کیوں عزیز رکھیے
دل ہے سو چیز تیری جان ہے سو مال تیرا

اللہ کی شان کا تقاضا یہ ہے کہ ہوا بھی اپنے ساتھ ہر جگہ اسی رب کا پیغام لے کر پھرتی اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاتی۔

؎ اس کا یہ جلوہ ہر جانب عیاں ہے
بخود حسن نے صورت کہاں ہے

صابعی صبح کی ہوا بھی اللہ کا تذکرہ اور اسکی بڑائی بولتی۔

؎ ہر ذرہ فضا کا داستان اسکی سناتا ہے
ہر جھونکا ہوا کا پیغام دیتا ہے اسکا

سوال نمبر4 (صفحہ نمبر 4/4)

Cutting Line

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1/4)

(الف)

تشریح:

شعر: مصیبت بھی راحت ...

... دیکھا ہو گئی ہے۔

مصیبت سے مراد مشکلات اور راحت سے مراد خوشگوار ہے۔ شاعر اس شعر میں کہتے ہے کہ عشق کی راہ میں آنے والی تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہے۔ محبوب کی تمنا شاعر کی دل میں نیا جوش پیدا کرتا ہے اور اسے امید دیتا ہے۔ عشق کی راہ میں آنے والے مسائل بھی خوشی کا باعث ہونے۔

اگر اس کو حقیقی معنوں میں دیکھا جائے تو اللہ سے عشق انسان کو اسکی منزل تک لے جاتا ہے۔ اور راستے میں آنے والی رکاوٹیں انسان کے لیے بے معنی ہو جاتی ہیں کیونکہ ہر قدم اسے اپنے خدا سے قریب کرتا ہے۔

ہر حال میں دیا تیرا آسرا مجھے

اگر مجازی معنی مراد لیے جائیں تو ایک عاشق کے لیے محبوب کا قرب اور اس کی محبت راستے میں آنے والی مشکلات کو آسان بنا کر اسے خوشی اور اطمینان دیتی ہیں۔ اگرچہ عشق میں چلنے والی ہوا تیز آندھی کے جھونکوں سے کم نہیں مگر جب خلوص دل سے انسان محبت کرتا ہے تو

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2/4)

ہر کانٹا بھی پھول بن جاتا ہے۔

شاعر نے پاکستان کی آزادی میں بہت سے دکھ و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ تحریکِ پاکستان کا حصہ تھے اور برطانوی سامراج سے انھیں قید و بند کی زندگی گزارنی پڑی۔ اس پر وہ وطن سے محبت اور ایثار کا بتاتے ہوئے کہتے کہ اس راہ میں اگر مشکلات ہیں بھی تو میں ان کو خاطر میں نہیں لاتا کیونکہ میری یہ جدوجہد ایک آزاد وطن کی تشکیل کرے گی۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے

شعر ۲: یہ وہ راستہ .....
..... صبا ہوگی

شاعر کہتے کہ وفا کے راستے پر چلنے سے انسان کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور بادِ صرصر یعنی تیز ہوا صبا یعنی خوشگوار ہوا بن جاتی ہے۔

اللہ سے محبت میں انسان کے راستے میں کانٹے اسے ملتے ہیں اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا۔ جب انسان پر کوئی آزمائش آتی تو وہ صبر سے کام لے کر اس کو پورا کرتا اور پھول اللہ کے زیادہ قریب ہو جاتا۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3/4)

- یاد کو ہم نے جا بجا دیکھا
کہیں ساحل دیکھا کہیں جھیا دیکھا

محبوب سے عشق عاشق کو اس کے پاس لے کر آتا اور وہ ساری مصائب کو بھول جاتا ۔

- محبت کا مزہ ہے وہ
جس نے پہلے مذہب عشق اختیار کر لیا ۔

محبوب اس کو ظلم سے گزارتا مگر وہ صبر کرتا

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 4/4)

Cutting Line

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1/3)

"کہانی"

عنوان: جھوٹ کی سزا

گرمی کا موسم، آسمان پر سورج کی کرنیں پھیلی ہوئی اور ایک گڈریا بکریاں چرا رہا تھا۔ بکریاں چراتے چراتے اس کو ایک شرارت سوجھی اور اس نے گاؤں میں چلانا شروع کر دیا "شیر آیا شیر آیا!"

یہ سنتے ہی تمام دیہاتی ہوشیار ہو گئے اور خوف کے عالم میں اپنے ساتھ چھڑیاں اور حفاظتی سامان لے کر گڈریے کے پاس پہنچ گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں نہ تو کوئی شیر تھا اور نہ ہی گڈریے یا گلہ کو کوئی نقصان ہوا۔ اس پر گاؤں کے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ "کہاں ہے وہ شیر؟" اس پر گڈریا ہنس ہنس کر کہنے لگا کہ "یہاں تو کوئی شیر نہیں آیا۔ وہ تو میں اپنے مزے میں کہہ رہا تھا۔ اگر شیر آ بھی جاتے تو اس کے لیے میں کافی ہوں۔ میں خود ہی اس کا مقابلہ کر سکتا۔" اس پر وہ سارے لوگ بہت غصے میں واپس گاؤں لوٹ گئے۔

اگلے دن میں گڈریے نے یہی کیا کہ زور زور سے چلانے لگا اور سارے لوگ پھر جمع ہو گئے۔ مسلسل تین چار دن تک گڈریا یہی کرتا رہا اور گاؤں کے لوگ آتے اور غصے میں پھر سے واپس لوٹ جاتے۔

ایک دن سچ میں شیر آگیا۔ شیر نے آتے ہی سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔ جانور کو چیر پھاڑ کر کھا لیا اور گڈریے کے گلہ کو بھی نہ چھوڑا۔ اس پر وہ گڈریا دیکھ کر بہت خوف زدہ ہو گیا اور زور زور سے

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2/3)

چلانے لگا "شیر آیا شیر آیا"۔ گاؤں کے لوگ اب اس کے روز کہ اس جھوٹ سے تنگ آ گئے اور سوچا کہ اب بھی گڈریا مزاح کر رہا ہو گا۔ کوئی اس کی مدد کو وہاں نہ گیا اور شیر نے گڈریے کو بھی اپنے اندر لے لیا۔

رات گزر گئی اور گھر والوں کو گڈریے کی کوئی خبر نہ ملی۔ اس پر وہ پریشان ہو گئے اور گڈریے کی تلاش میں نکل گئے۔ جب اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ سب کچھ تباہ ہوا تھا۔ بکریاں بھی سب شیر کھا گیا اور وہاں گڈریے بھی مرا پڑا نظر آیا۔ گھر والوں کو بہت رنج ہوا۔ گڈریا کے جھوٹ سے نہ صرف اس کی جان کو خطرہ ہوا بلکہ بکریاں بھی سب ضائع ہو گئی۔

نتیجہ: "جھوٹ کا انجام ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے"۔

Cutting Line

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 3/3)

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1/6)

(ب)

"محنت کی برکتیں"

"حرکت زندگی کا دوسرا نام ہے۔" محنت انسانی زندگی کا وہ اہم جزو ہے جس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں کامیابی حاصل کرتا اور نہ آخرت میں۔ محنت انسان کو اس کے مقصد کے حصول میں مدد کرتی ہے اور انسان لگن اور جستجو کے ساتھ اپنی منزل مراد پا لیتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے،

"محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے"۔

ایک انسان جب مقصد کے حصول کے خاطر اپنے آپ کو گم کر کے اس مقصد تک پہنچنے کے لیے محنت سے کام لیتا ہے تو ہی وہ دنیا میں کامیاب ہوتا۔ کام کی لگن اور جستجو اس کے دل میں ایک نئی امید پیدا کر دیتی ہے جس سے وہ محنت و مشقت سے مقصدِ حیات کی تکمیل کر جاتا ہے۔

یہ کاروبار جہاں سنورتے ہیں
ہوش جب بے خودی سے ملتا ہے

دنیا کا کاروبار اسی وقت سنورتا ہے جب انسان کسی کام کو کرنے کی جستجو اور فکر و مستعدی سے اس کی تکمیل کے لیے دن رات خون پسینہ بہا کر محنت کرے۔ محنت کی ضرورت اور اہمیت اس بات سے بھی واضح

ہوتی ہے کہ انسان جب تک دنیا میں محنت نہ کرے تو وہ کبھی کامیابی یا مراد نہیں پا سکتا ۔ محنت ہی وہ ضامن ہے جس سے کامیابی کی عمارت پروان چڑھتی ۔ محنت ایک مسلسل عمل ہے ۔ انسان اپنی زندگی میں شوق اور لگن سے کامیابی کے راستے کو روشن کرتا ہے اور جہالت کے اندھیروں میں نور کی روشنی بخشتا ہے ۔

محنت کی ذلت جس نے اٹھائی
سبھی جہاں میں ملی اسکو بڑائی

اس سے یہ واضح ہوتا کہ اگر انسان محنت کرے تو اپنی منزل کو پا کر دنیا میں باعزت اور بامقام جگہ پاتا ہے ۔ اس کے لیے انسان کو صرف اپنے مقصدِ حیات پر غور کرتے ہوئے اپنے سفر میں آنے والی مشکلات اور مصائب کا مضبوطی سے مقابلہ کر کے اپنی کامیابی کو پروان بڑھانا چاہیے ۔

ہم اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں کہ جو بھی کامیاب لوگ ہیں وہ محنت کا نتیجہ ہی ہے ۔ جو لوگ اپنے وقت کا استعمال کر کے اپنے آپ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتا وہی اپنی منزل پاتا جبکہ جو شخص آرام طلبی اور سکون میں ساری زندگی گزار دیتا وہ اپنا وقت ضائع کر کے ناکامی کا شکار بنتے ۔ وہ دنیا میں اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکتے اور نہ ہی معاشرے میں انھیں باعزت مقام ملتا ۔

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3/6)

کوئی نامی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے ہمیں اس بات کا احساس ہوتا کہ آپ ﷺ نے بھی ساری زندگی محنت کر کے اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ ﷺ نے کبھی ہمت نہ ہاری اور نہ ہی راستے میں آنے والی مشکلات کو اپنی کمزوری بنایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے انھوں نے انسانیت کو ہر کسی مقصد سے جوڑا اور جہالت کے اندھیروں میں اپنی تعلیمات سے روشن چراغ کی حیثیت رکھی۔

تاریخ میں جو بھی قوم یا حکومت ترقی کی ہے وہ محنت کی برکت سے ہی ہے۔ حکومت نے اپنا سارا وقت قوم کی فلاح و بہبود کے لیے محنت کی جس سے وہ عروج تک پہنچ کر دنیا میں بہت بڑا مقام و منصب پایا۔

چلنے والے نکل گئے
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے

یعنی جنھوں نے محنت کی وہ آگے نکل گئے اور اپنا مقصد حاصل کر لیا اور جو آرام طلبی میں پڑ زندگی گزار گئے تو وہ زمانے کی مشکلات اور حالات میں کچل گئے۔

قائداعظم اور علامہ اقبال نے بھی محنت سے آزاد قوم پایا۔
قائداعظم کی محنت و مشقت اور قوم کی خاطر ایثار نے انھوں نے

Cutting Line

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4/6)

مشکل وقت سے نکال کر آگے بڑھایا اور ان کی جستجو اور محنت کی وجہ سے آج ہم ایک آزاد قوم میں آزادی کا سانس رہے ہیں۔ ہندوؤں اور انگریزوں کی دی گئی تکالیف کو برداشت کر کے انھوں نے محنت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

؎ پہلی سیڑھی پر قدم رکھ آخری پر آنکھ
منزل کی جستجو میں اٹھتا ایک پل نہ ہو

محنت سے ہی ہر قوم کو عزت اور بلندی حاصل ہوتی اور یہ ایک انسان کو فرش سے عرش تک لے گئی۔ محنت کا ایک قوم کی ترقی میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔

؎ منزل سے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے دریا تو سمندر تلاش کر

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 5/6)

Cutting Line

سوال نمبر7 (صفحہ نمبر 6/6)